درس قرآن
محمد احمد حافظ

مومن بندوں کی قرآنی صفات

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰابِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْماً (سورۃ احزاب۔۳۵)

’’بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور متواضع رہنے والے مرد اور متواضع رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں، رکھی ہے اللہ نے ان کے لیے مغفرت و بخشش اور بہت بڑا ثواب۔‘‘

اوپر ذکر کردہ آیت اور ترجمہ سورۂ احزاب کی ۳۵ ویں آیت کا ہے۔ اس سورت میں اکثر و بیشتر احکام حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم واطاعت اور محبت سے متعلق یا کسی بھی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچانے کی ممانعت سے متعلق ہیں۔ زیرنظر آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ عورتیں جمع ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ قرآن مجید میں جتنے بھی احکام مذکور ہوئے ہیں، وہ سب مردوں کو مخاطب کر کے، کیا قرآن میں عورتوں کے لیے کچھ نہیں (یعنی بعض احکام عورتوں کو براہِ راست مخاطب کر کے دیئے جاتے تو ان کے لیے اعزاز کی بات ہوتی) چنانچہ اوپر کی آیت نازل ہوئی جس میں مرد وعورت دونوں کا علیحدہ علیحدہ صیغوں کے ساتھ ذکر ہے۔

مذکورہ آیت میں مومن مرد وعورت کی بعض خاص صفات بیان کی گئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی محبوب ہیں اور درحقیقت رب تعالیٰ کو انہی صفات کے حامل بندے مطلوب ہیں۔ ان صفات میں سے ہر ہر صفت پر غور وفکر کیا جائے تو معنیٰ و مفہوم کے نئے نئے باب کھلتے ہیں۔ جن کے اندر جھانک کر ہر مسلمان اپنی ایمانی کیفیات کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ گویا یہ صفات آئینہ ہیں ہر مومن مرد وعورت کے لیے۔ اس لیے ہم ان تمام صفات کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیے دیتے ہیں۔

المسلمین والمسلمات: وہ مرد وعورت جو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے قرآن مجید کے الٰہی

احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو بہ دل و جان قبول کرلیا ہے' جن کے ظاہری وجود سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوتی جو اسلامی ضابطے اور شرعی قواعد کے خلاف ہو۔

المومنین والمومنات: ان اللہ کے بندوں کا صرف ظاہری سراپا ہی دینی احکام کے مطابق نہیں ڈھل گیا بلکہ دل سے بھی اس بات کا یقین راسخ رکھتے ہیں کہ اللہ کے دیئے ہوئے احکام ہی حق اور سچ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہی صحیح ہے۔ ان کے دلوں میں یہ بات پوری قوت کے ساتھ بیٹھ گئی ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے علاوہ اور کوئی طریقہ ہدایت کا نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ باقی سب طریقے طاغوت اور شیطان کے ہیں۔

القانتین والقانتات: اطاعت وفرماں برداری پر مداومت کرتے ہیں۔ دینی احکام کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دیتے ہیں۔ ان احکام میں رخصتیں تلاش نہیں کرتے۔ دین کے تقاضوں کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

الصادقین والصادقات: گفتار و کردار کے سچے ہیں۔ جھوٹ، دغا، فریب اور بدنیتی جیسے رذائل ان بندوں میں نہیں پائے جاتے۔ ان کی زبانیں وہی بولتی ہیں جس کی اجازت دین اسلام نے دی ہے اور جن پر ان کا ضمیر مطمئن ہے۔ عمل بھی وہی اختیار کرتے ہیں جو شریعت کے مطابق ہے۔

الصابرین والصابرات: صبر کے تین معنیٰ ہیں:

۱) اللہ و رسول ﷺ کے بتائے ہوئے احکام پر پوری استقامت کے ساتھ ڈٹ جانا۔
۲) فواحش ومنکرات اور برائیوں کے ارتکاب سے اپنے آپ کو سختی سے روک لینا۔
۳) آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں کو ہمت اور حوصلے سے برداشت کرنا۔

چنانچہ یہ اللہ کے بندے اور بندیاں صراطِ مستقیم پر چلتے ہیں۔ اپنے آپ کو منکرات سے بچاتے ہیں اور اس راہ میں جو بھی تکلیفیں، ایذائیں اور رکاوٹیں پیش آئیں۔ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ کوئی بھی بڑے سے بڑا لالچ نفس کی کوئی بھی خواہش اور کسی ظالم کا ظلم انہیں صراطِ مستقیم سے انحراف کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

الخاشعین والخاشعات: عاجزی وانکساری ان کا شیوہ ہوتی ہے۔ دینی عبادات ہوں یا دنیاوی معاملات تواضع ان کا خاص شیوہ بن جاتا ہے۔ ان کی حالت نمازوں کی ادائیگی کے دوران خصوصاً قابل دید ہوتی ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہیں تو گویا باقی دنیا سے یکسر لاتعلق ہوگئے ہیں۔ صرف ان کے اعضاء وجوارح اللہ کے حضور نہیں جھکے ہوتے بلکہ دل ودماغ اور ان کی ساری سوچیں بھی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ عبادات کو پورے سکون، سلیقے اور قرینے سے ادا کرتے ہیں۔

المتصدقین والمتصدقات: صدقہ وخیرات اور اپنے اموال سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرتے ہیں۔ صدقات واجبہ ہی

نہیں۔صدقات نافلہ کا بھی خوب خوب اہتمام رکھتے ہیں۔غریبوں،یتیموں،مسکینوں اور بے آسرا لوگوں کی اپنے اموال کے ذریعے خبر گیری رکھتے ہیں۔جب اور جہاں اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے مال کی ضرورت پیش آجائے تو بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔

الصائمین والصائمات:اللہ کے یہ نیک بندے روزوں کی کثرت کرتے ہیں۔فرض روزوں کے چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔نفلی روزوں کا بھی اہتمام کرتے ہیں تا کہ ان کا جسم کثافتوں اور رذالتوں سے پاک ہوجائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ قربِ الٰہی نصیب ہوسکے۔

الحافظین فروجہم والحافظات: یہ نیک مرد وعورت اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔زنا کے قریب بھی نہیں بھٹکتے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ عریاں اور فحش لباس سے بھی اجتناب کرتے ہیں۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دے۔میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ایک زبان دوسری شرم گاہ۔''اوکما قال علیہ السلام

الذاکرین اللہ کثیراً والذاکرات:اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں۔صاحب روح المعانی علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ نے سعید بن منصور،ابن منذر اور مجاہد کے حوالے سے لکھا ہے کہ کسی آدمی کو''ذاکر''اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا جب تک کہ وہ شخص اٹھتے بیٹھتے، لیٹے ہوئے اللہ کو یاد نہ کرنے لگے۔مطلب یہ کہ زندگی کے ہر طور طریقے میں عبدمومن کی زبان یاد الٰہی سے تر رہے۔اس کی حمد وثناء بیان کرتا رہے،ہردم،ہرآن اللہ کو پکارے،اسی سے مدد طلب کرے اور اس کی رحمت کا طلب گار رہے۔اللہ تعالیٰ کے ہاں انہی اوصاف کے حاملین کی قدر و قیمت ہے۔جو بندہ اپنے آپ کو ان قرآنی صفات کے مطابق ڈھال لے اس کے لیے خوشخبری ہے کہ اس کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے **(اعد اللہ لھم مغفرۃ و اجراً عظیماً)**

مقام فکر:اب یہاں سوچنے کی بات ہے کہ آپ میں اور ان قرآنی صفات میں کس حد تک مطابقت ہے؟ کیا یہ مطابقت سو فیصد ہے،یا اسی فیصد ہے یا پچاس فیصد؟......سو فیصد ہے تو سبحان اللہ۔کہا جاسکتا ہے کہ آپ اللہ کے محبوب بندے ہیں۔اسی فیصد مطابقت ہے تو بھی غنیمت ہے......لیکن اگر مطابقت کا گراف نیچے گرتا گرتا پچاس فیصد تک رہ گیا ہے تو مقام فکر ہے۔اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور انہیں ان صفات کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

یہاں ان لوگوں کے لیے بھی مقامِ فکر ہے۔جنہوں نے اپنے آپ کو دینی جماعتوں تنظیموں اور تحریکات سے وابستہ کر رکھا ہے۔یقیناً دینی تنظیمات کا اوّل آخر مقصد اسلام کی سربلندی ہوتا ہے لیکن اگر کارکنان جماعت ایمان کامل، اطاعت و بندگی،خشیتِ الٰہیہ،تواضع وانکساری،صدق وصفا،صبر ورضا،انفاق فی سبیل اللہ جیسے اوصاف سے تہی دست ہوں۔خواہشات نفس کے اسیر ہوں،ان کے دنیاوی اوقات میں ذکر واذکار کا حصہ بہت کم ہو تو پھر ان کا دعویٰ جاں سپاری باطل ہوجاتا ہے۔دینی جماعتوں کے وابستگان کو خصوصاً اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

وماعلینا الا البلاغ